صفی اللہ کے، اور حضرت صفی اللہ بیٹے حضرت عزیز القدر کے، اور عزیز القدر بیٹے حضرت محمد عیسیٰ کے، اور حضرت محمد عیسیٰ بیٹے حضرت سیف الدین کے، اور حضرت سیف الدین بیٹے حضرت خواجہ محمد معصوم کے، اور حضرت خواجہ محمد معصوم بیٹے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اور حضرت مجدد شیخ فاروقی ہیں۔ یہ شرافت اور علو مرتبہ تو از روئے نسب کے تھا اور علاوہ اس کے صفات ذاتی اور کمالات باطنی اور ظاہری ایسے تھے کہ جن کا کچھ عدد حساب نہیں۔ حافظ کلام اللہ اور عاشق رسول اللہ۔ اور علوم دینی آپ کو بہت مستحضر تھے اور دن رات انھیں کے درس و تدریس میں گزرتے تھے۔ علم قرات میں یکتائے روزگار تھے کلام اللہ ایسی خوش آواز اور کمال قرات سے پڑھتے کہ لوگ دُور دُور سے سننے آتے۔ پہلے پہل تو آپ نے مولانا شاہ درگاہی صاحب علیہ الرحمہ سے کہ بڑے اور اولیائے وقت سے تھے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی تھی اور نسبت باطن بخوبی حاصل کرکے پیری مریدی کی اجازت لی تھی لیکن اپنے خاندان کی نسبت نے زور کیا اور اسی طریقہ نقشبندیہ کی طرف کھینچا کر آپ نے

---

قرار پائے۔ ۱۲۳۹ھ مطابق ۱۸۲۳ء میں سفر حج کیا۔ تین ماہ مکہ میں قیام کیا اور وقت کے اکابر علماء مثلاً شیخ عبداللہ سراج، شیخ عمر مفتی شافعیہ، عبداللہ وغیرہ اکابر سے ملے۔ پھر مدینہ تشریف لے گئے۔ ابتدائے محرم سے بیمار پڑ گئے تھے ہندوستان تشریف لائے۔ ۲۲ رمضان ۱۲۴۵ھ کو ٹونک پہنچے۔ عید الفطر بروز شنبہ کو انتقال ہوا۔ نعش کو دہلی لاکر حضرت شاہ غلام علی کے پہلو میں ان کی خانقاہ میں دفن کیا گیا۔

قطعہ تاریخ وفات یہ ہے۔

امام و مرشدنا شاہ ابوسعید سعید
بعید فطر چو شد واصل جناب خدا
دل شکستہ و مغموم گفت تاریخش
ستون محکم دین نبی فتادہ ز پا

۱۲۴۵ھ ۱۸۳۵ء

سفر حج میں آپ کے صاحبزادے شاہ عبدالغنی ساتھ تھے۔ انتقال کے وقت انھیں وصیت فرمائی کہ

دوبارہ حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ سے سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی "اور از سر نو تمام مقامات کو حاصل کیا۔

آپ کی شکل و شمائل بہت نورانی تھی۔ بے اختیار آپ کی صحبت میں حاضر رہنے کو دل چاہتا اور جب تک بیٹھتے وسوسۂ شیطانی ایک نہ آتا۔ اوقات آپ کی بعینہٖ حضرت شاہ صاحبؒ کی اوقات تھی۔ صرف خالصاً للہ مشق خط نسخ کلو خاں صاحب سے کی اور کلام اللہ لکھ لکھ کر وقف کیے۔ اگرچہ تعلقات ظاہری مثل زن و فرزند آپ کے حضرت شاہ صاحب کی نسبت زائد تھے لیکن ویسی ہی بے تعلقی حاصل تھی۔ باہمہ بے ہمہ سے بھی کچھ زیادہ قدم رکھا تھا اتباع سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بدرجۂ کمال تھا۔ کوئی بات خلافِ سنت نہ کرتے اور ہر دم پیروی سنت ہی کا خیال رکھتے۔ اخلاق محمدیؐ اس وسعت سے تھا کہ ہر شخص ملنے والا یہی جانتا تھا کہ جیسی عنایت اور شفقت آپ کو میرے حال پر ہے اس سے سوا دوسرے پر نہیں۔ حقیقت میں تواضع کو بدرجۂ کمال پہنچایا تھا اور سخاوت کو حد سے زیادہ اختیار کیا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو ابوسعیدؒ سے فخر ہے، میں نے فقیری تو کیا کسی کا کچھ غم نہیں رکھتا۔ ابوسعید کو دیکھو کہ با وصف علائق دنیاوی کے کیسا اپنے معبود کی عبادت میں مصروف ہے گویا مطلق کچھ تعلق ہی نہیں رکھتا۔ آپ کی صحبت سے ہر شخص کو ایک فیض ملتا اور اجماع خاطر اور توجہ الی اللہ حاصل ہوتا۔ واہ واہ طریقۂ پیر کو خوب نباہا بلکہ اس سے بھی ایک آدھ قدم آگے رکھا۔ آپ کی ذات سے بھی ہزارہا آدمیوں کو فیض ہوا اور طرح طرح کا فیض ہر ایک کو آپ سے ملا۔ بعد انتقال شاہ صاحب کے آپ ان کی جگہ مسند ارشاد پر بیٹھے اور سالہا سال لوگوں کو آپ کے فیض صحبت سے علو مراتب اور کمال مدارج حاصل ہوئی کہ اسی اثنا میں محبت رسول مقبول

---

"سنت کا اتباع کرنا۔ اہل دنیا سے پرہیز کرنا۔ اگر دنیاداروں کے پاس جاؤ گے تو ذلیل ہوگے۔ اگر ان سے پرہیز کرو گے تو دنیادار کتوں کی طرح تمہارے دروازے پر لوٹیں گے۔"

شاہ ابوسعیدؒ کی تصانیف میں ہدایۃ الطالبین، مرقاۃ السالکین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ہر دو رسائل حضرت مولانا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے مرتب کر کے نہایت محققانہ مقدمہ و حواشی کے ساتھ